قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ فاطر

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا
الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ
مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ

(تمھارے مخاطبین سب یکساں نہیں ہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ اندھے اور آنکھوں والے یکساں نہیں ہوتے، روشنی اور اندھیرے بھی یکساں نہیں ہیں، دھوپ اور چھاؤں بھی یکساں نہیں ہوتی اور نہ زندے اور مردے یکساں ہو سکتے ہیں۔ بے شک، اللہ ہی (اپنے قانون کے مطابق)[114] جس کو چاہتا ہے، سننے کی توفیق دیتا ہے۔ تم قبروں میں پڑے ہوئے اِن مردوں کو نہیں سنا سکتے —

۱۱۴۔ یعنی اِس قانون کے مطابق کہ جو لوگ اُس کی بخشی ہوئی فطری صلاحیتوں کو زندہ رکھیں گے اور اُن کی قدر کریں اور جو علم اُن کے اندر الہام کیا گیا ہے، اُس سے فائدہ اٹھائیں گے، اُنھیں وہ مزید ہدایت بخشے گا، اور جنھوں نے اِن صلاحیتوں کی قدر نہیں کی اور خدا کے الہام کو نہیں سمجھا اور عقل کی آنکھیں پھوڑ کر اپنے دل بے نور کر لیے ہیں، اُن کو وہ اُنھی تاریکیوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دے گا جو وہ اپنے لیے خود پیدا کر لیں گے۔

اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ؕ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنۡ
يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ
وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذۡتُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَكَيۡفَ كَانَ
نَكِيۡرِ ﴿۲۶﴾

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا
اَلۡوَانُهَا ؕ وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيۡضٌ وَّحُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَغَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ ﴿۲۷﴾

تم تو صرف ایک خبردار کرنے والے ہو۔ ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (اِس سے پہلے بھی) کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس کے اندر کوئی خبردار کرنے والا نہ گزرا ہو۔[115] اگر یہ لوگ تمھیں جھٹلاتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اِس لیے کہ اِن سے پہلے جو لوگ ہوئے ہیں، اُنھوں نے بھی اِسی طرح جھٹلا دیا تھا۔[116] اُن کے پاس بھی اُن کے رسول نہایت واضح دلائل اور صحیفوں اور روشن کتاب[117] کے ساتھ آئے تھے۔ پھر اُن کے منکرین کو میں نے پکڑا تو دیکھو کہ کیسی ہوئی اُن پر میری پھٹکار! ۱۹-۲۶

تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اُس سے ہم نے رنگ رنگ کے پھل پیدا کر دیے اور پہاڑوں میں بھی سفید اور سرخ، مختلف رنگوں کی دھاریوں والے ہیں اور گہرے سیاہ

۱۱۵۔ یعنی اُس موقع پر جب اُس نے اپنی شناخت الگ پیدا کر لی۔ چنانچہ بعد میں اِسی انذار کی روایت نسلاً بعد نسلٍ اُس کے صالحین و ابرار کے ذریعے سے اُس کے اندر منتقل ہوتی رہی۔

۱۱۶۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اِس میں تمھاری کسی کوتاہی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ رسولوں کے ساتھ اُن کی قوموں کا معاملہ ہمیشہ یہی رہا ہے۔

۱۱۷۔ یعنی کسی کے پاس صحیفوں اور کسی کے پاس روشن کتاب کے ساتھ۔ اِس میں 'و' تقسیم کے لیے ہے اور روشن کتاب سے اشارہ تورات کی طرف ہے۔ قرآن مجید سے پہلے کتاب منیر کی حیثیت اُسی کو حاصل رہی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

بھی۔[۱۱۸] اِسی طرح انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں کے اندر بھی کئی رنگ کے ہیں۔[۱۱۹] (لٰہذا ہر شخص سے ہر چیز کی توقع نہیں کرنی چاہیے[۱۲۰])۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے اُس کے بندوں میں سے وہی ڈریں گے جو علم والے ہیں۔[۱۲۱] بے شک، اللہ زبردست ہے، درگذر فرمانے والا ہے۔[۱۲۲] ۲۷-۲۸

۱۱۸۔ اصل الفاظ ہیں: 'غَرَابِيْبُ سُوْدٌ'۔ اِنھیں بظاہر 'سُوْدٌ غَرَابِيْبُ' ہونا چاہیے تھا، لیکن قرآن کی بلاغت ہے کہ اُس نے تاکید کو موخر کر کے صوتی حسن کے ساتھ اُس میں تاکید مزید کا مفہوم پیدا کر دیا ہے، جیسے ہم اپنی زبان میں کہیں کہ وہ لوگ چٹے ہیں، گورے۔

۱۱۹۔ یعنی صورت، سیرت، صفات، خصوصیات، ذوق و مزاج اور عادات و اطوار کے اعتبار سے اُن میں بڑا فرق و اختلاف ہے۔ یہ فرق و اختلاف اگر خلقی ہے تو خدا کی قدرت و حکمت کا ظہور ہے اور اخلاقی ہے تو امتحان کی اُس اسکیم سے پیدا ہوتا ہے جس کے مطابق یہ دنیا بنائی گئی ہے۔

۱۲۰۔ مطلب یہ ہے کہ فیض خواہ عام ہو، لیکن اُس سے فائدہ ہر شخص کو اُس کی استعداد کے لحاظ سے پہنچتا ہے۔ بارش برستی ہے تو باغ و چمن کو بے شک، گل و گلزار بنا دیتی ہے، مگر صحراؤں اور بیابانوں میں اُس کے یہ اثرات نہیں ہوتے۔ وہاں وہ جھاڑ جھنکاڑ ہی اگاتی ہے۔ یہ استعداد خدا پیدا کرتا ہے، لیکن انسانوں کے اندر یہ اُس قانون کے مطابق پیدا ہوتی ہے جس کی وضاحت ہم نے اوپر کر دی ہے۔

۱۲۱۔ یعنی پیغمبروں کی تذکیر سے اُس علم کو شعور کی سطح پر دریافت کر چکے ہیں جو خدا نے اُن کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے۔ اِسی علم سے انسان اپنے پروردگار کو پہچانتا اور خیر و شر میں امتیاز کرتا ہے۔ اِس علم کا شعور نہ ہو تو تمام علوم و افکار بے بنیاد ہو کر رہ جاتے اور صرف اپنے حاملین کی سرکشی میں اضافہ کرتے ہیں۔ آیت میں 'الْعُلَمٰٓؤُا' سے مراد اِسی فطری علم کے حاملین ہیں۔ اِس کے لیے کسی درس گاہ میں جا کر پڑھنے پڑھانے اور کسی سے کوئی سند حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اِن علما کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بات کو گہرائی میں اتر کر سمجھتے ہیں، اُن کی نگاہ ہمیشہ اصل حقیقت پر رہتی ہے، وہ کبھی کٹ حجتی کرنے اور غیر متعلق موشگافیوں میں پڑنے کی کوشش نہیں کرتے، وہ الفاظ کے پیچوں میں نہیں الجھتے، ہمیشہ معانی و مفاہیم کی جستجو کرتے ہیں، وہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmedghamidi.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝۲۹ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ
فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۳۰ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ

(تمھارے مخاطبین میں، اے پیغمبر)، جو لوگ کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں، نماز کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے اُن کو دیا ہے، اُس میں سے کھلے اور چھپے (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے رہے ہیں، کچھ شک نہیں کہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ ہو گا۔[۱۲۳] اِس لیے امیدوار ہیں کہ اللہ اُن کو اُن کے اعمال کا پورا اجر بھی دے اور اُن کے لیے اپنے فضل سے زیادہ بھی کرے۔ بے شک، اللہ بخشنے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔[۱۲۴] (اِس طرح کے

چیزوں کو ظاہر کے اعتبار سے نہیں، اُن کے باطن کے اعتبار سے دیکھتے ہیں اور سطح سے نیچے اتر کر قعر دریا میں پڑے ہوئے موتی نکال لاتے ہیں، وہ اِس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ سچائی کو جان لینے کے بعد کوئی شخص اپنے کو اُس سے غیر متعلق بھی رکھ سکتا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ پیغمبر کی دعوت یہی لوگ قبول کریں گے۔ اِس کی توقع اُن جاہلوں سے نہیں کی جا سکتی جو کتابوں کے ڈھیر اٹھائے ہوتے ہیں، لیکن اُس کتاب الٰہی کو اُنھیں کبھی کھول کر دیکھنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی جو خدا نے اُن کی تخلیق کے وقت ہی اُن پر نازل کر دی تھی اور نہ اُس کو جو بعد میں اُس نے اپنے پیغمبروں پر نازل کی ہے۔

۱۲۲۔ یعنی جاہلوں کو جب چاہے، پکڑ سکتا ہے، مگر اِس لیے نہیں پکڑتا کہ زبردست ہونے کے ساتھ ساتھ درگذر فرمانے والا بھی ہے۔ چنانچہ اُس وقت تک مہلت دیتا ہے، جب تک حجت پوری نہیں ہو جاتی۔

۱۲۳۔ آگے آیت ۳۲ میں بنی اسمٰعیل کے اخیار و اشرار کا ذکر اِن الفاظ میں ہوا ہے کہ ''پھر ہم نے اُنھیں اپنی کتاب کا وارث بنایا''۔ یہ اِس بات کا واضح قرینہ ہے کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے، وہ اہل کتاب کے صالحین ہیں جن کے بعض گروہ قریب کے علاقوں سے مکہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لائے۔

۱۲۴۔ یہ اُن کے انفاق کا محرک بتایا ہے اور وہ صلہ بھی بیان کر دیا ہے جو اُنھیں اُن کے پروردگار کی طرف سے ملنے والا ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ
وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

لوگ ہیں جو اِس دعوت کو قبول کریں گے،[۱۲۵] اِنھیں بتاؤ کہ) ہم نے جو کتاب تمھاری طرف اتاری ہے، وہی حق ہے،[۱۲۶] اُن پیشین گوئیوں کی مصداق جو اُس سے پہلے موجود ہیں۔ بے شک، اللہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا، دیکھنے والا ہے۔[۱۲۷] ۲۹-۳۱

(یہی حق اہل کتاب کے پاس بھی تھا، مگر اُنھوں نے اِس کی قدر نہیں کی)، پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث اُن لوگوں کو بنا دیا جنھیں اب ہم نے اپنے بندوں میں سے (اِس شرف کے لیے) منتخب کیا ہے۔[۱۲۸] سو اُن میں سے کچھ تو اپنی جان پر ظلم ڈھانے والے ہیں[۱۲۹] اور کچھ اُن میں سے بیچ کے راستے پر ہیں[۱۳۰] اور کچھ اللہ کی توفیق سے بھلائیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔[۱۳۱] یہی بہت

۱۲۵۔ یعنی وہی جو اُس ہدایت کے قدر دان اور اُس پر عمل پیرا رہے جو اُن کے پاس پہلے سے موجود ہے۔

۱۲۶۔ یعنی لفظ اور معنی، دونوں کے اعتبار سے باطل کے ہر شائبے سے پاک، جس کا خدا کی طرف سے اور خدا کی بات ہونا بالکل یقینی ہے۔

۱۲۷۔ یعنی اُن سے غیر متعلق نہیں ہے کہ اُنھیں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دے اور اُن کی ہدایت کا کوئی اہتمام نہ کرے۔

۱۲۸۔ بنی اسمٰعیل مراد ہیں جن کے اندر خدا نے اپنا پیغمبر اپنے آخری عہد نامے کے ساتھ بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

۱۲۹۔ یعنی اُنھوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پوری قوت کے ساتھ پیغمبر کی مخالفت کریں گے اور اِس شرف عظیم سے اپنے آپ کو محروم کر لیں گے، جیسے ابوجہل، ابولہب وغیرہ۔ یہ پہلا گروہ ہے۔

۱۳۰۔ یہ دوسرے گروہ کا ذکر ہے جو مخالف اور معاند تو نہیں ہے، لیکن آگے بڑھ کر اِس دعوت کو قبول کرنے اور اِس کی حمایت میں کھڑے ہو جانے کا حوصلہ بھی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اِن کے لیے آیت میں لفظ 'مُقْتَصِد' استعمال ہوا ہے۔ اِس سے قرآن نے امید دلائی ہے کہ دیر سویر اِن کا تردد دور ہو جائے گا اور خدا نے

الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ
وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا
الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿٣٤﴾ ۙ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

بڑا فضل ہے۔ [۱۳۲] اُن کے لیے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، اُنھیں وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اُن کا لباس وہاں ریشم کا ہو گا [۱۳۳] اور وہ (یہ نعمتیں پا کر) کہیں گے کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہر طرح کا غم ہم سے دور کر دیا۔ [۱۳۴] حقیقت یہ ہے کہ ہمارا پروردگار بخشنے والا، قبول فرمانے والا ہے، جس نے اپنے فضل سے ہمیں اِس ہمیشہ کی

چاہا تو یہ اِس نعمت عظمیٰ سے محروم نہیں رہیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا اور اِن میں سے زیادہ بعد میں ایمان لے آئے۔

۱۳۱۔ یہ تیسرا گروہ ہے جسے قرآن نے دوسری جگہ 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* بھی کہا ہے۔ اِس کے سرخیل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"... یہ وہ لوگ ہیں جن کے اندر حق کا شعور اتنا قوی ہوتا ہے کہ ہر دعوت حق اُن کو فوراً اپیل کرتی ہے اور اُن کی قوت ارادی اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ جب اُن کو کوئی چیز اپیل کر لیتی ہے تو وہ اُس کی خاطر راہ کے تمام عقبات ایک ہی جست میں پار کر جاتے ہیں اور اُس کی حمایت یا مدافعت میں کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے، بلکہ تمام رکاوٹوں کا پوری دلیری سے مقابلہ کرتے ہوئے نیکی اور بھلائی کے ہر میدان میں گوے سبقت لے جانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔" (تدبر قرآن ۶/۳۸۵)

۱۳۲۔ یہ نہایت بلیغ اسلوب میں دوسرے گروہ کے لیے دعوت ہے کہ ابھی موقع ہے، وہ بھی اِس فیض عظیم سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔

۱۳۳۔ یہ سونے کے کنگن اور موتی اور ریشم، سب تقریب فہم کے لیے ہے کہ اُس زمانے کے سلاطین اور بادشاہوں کے رہن سہن کو تصور میں لا کر لوگ جنت کی نعمتوں کا کچھ اندازہ کر سکیں۔

۱۳۴۔ یعنی اب نہ ماضی کا کوئی پچھتاوا باقی رہا ہے اور نہ مستقبل کا کوئی اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ نے سارے رنج و غم اور خوف اور اندیشے دور کر دیے ہیں۔

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿٣٥﴾
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ
فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ اِنَّ
اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾

اقامت کے گھر میں اتارا ہے۔ اِس میں ہمیں اب نہ کوئی مشقت پہنچے گی اور نہ اِس میں ہمیں کبھی تکان لاحق ہوگی۔ ۳۲-۳۵

اِس کے برخلاف جنھوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے، اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔ نہ اُن کی قضا آئے گی کہ مر جائیں اور نہ اُس کا عذاب ہی اُن سے کچھ ہلکا کیا جائے گا کہ ذرا دم لے سکیں۔ ہر ناشکرے کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ وہ اُس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب، ہم کو نکال لے، اب ہم نیک عمل کریں گے، ویسے نہیں، جیسے ہم (اِس سے پہلے) کیا کرتے تھے — کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جو یاد دہانی حاصل کرنا چاہے، وہ اُس میں یاد دہانی حاصل کر سکتا تھا اور تمھارے پاس (خدا کی طرف سے) خبردار کرنے والا بھی آ گیا تھا؟[135] سو اب چکھو اپنے کیے کا مزہ کہ ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔ (لوگو، اللہ کے سامنے اُس وقت کسی بہانہ جوئی کا موقع نہ ہوگا)، اِس میں شبہ نہیں کہ اللہ زمین اور آسمانوں کے ہر غیب کا جاننے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تو سینوں میں چھپے ہوئے بھید بھی جانتا ہے۔ ۳۶-۳۸

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۳۵۔ اِس جواب سے واضح ہے کہ اوپر جو سزا بیان ہوئی ہے، وہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو پختہ عمر کو پہنچے اور اُن پر کسی خبردار کرنے والے نے حجت بھی تمام کر دی۔ سن و سال کی پختگی کو پہنچنے سے پہلے جو لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اُن پر اتمام حجت بھی نہیں ہوا، اُن کے لیے یقیناً عذر کا موقع ہو گا جو حق و عدل کے مطابق مسموع بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی۔

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ فَمَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ؕ وَ لَا یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ کُفۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ اِلَّا مَقۡتًا ۚ وَ لَا یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ کُفۡرُہُمۡ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا فَہُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنۡہُ ۚ بَلۡ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُہُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۴۰﴾

وہی ہے جس نے تمھیں اِس سرزمین میں اگلوں کا جانشین بنایا ہے۔[۱۳۶] (اب چاہے، ماننے والے بنو یا انکار کرو)۔ پھر جس نے انکار کر دیا تو اُس کے انکار کا وبال اُسی پر ہے اور منکروں کے لیے اُن کا انکار اُن کے پروردگار کے نزدیک اُس کے غضب کو بڑھانے ہی کا باعث ہوتا ہے اور منکروں کے لیے اُن کا انکار اُن کے خسارے ہی میں اضافہ کرتا ہے۔ ۳۹

اِن سے کہو، ذرا تم دیکھو تو اپنے اُن شریکوں کو جنھیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ مجھے دکھاؤ کہ اُنھوں نے زمین میں کیا بنایا ہے؟ یا آسمانوں کے بنانے میں اُن کی کوئی حصہ داری ہے؟ یا ہم نے اُن کو کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اُس کی کوئی واضح دلیل رکھتے ہیں؟[۱۳۷] ہرگز نہیں، بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے صرف دھوکے کی باتوں کا وعدہ کر رہے ہیں۔[۱۳۸] ۴۰

۱۳۶۔ یعنی عاد و ثمود اور دوسری قدیم اقوام کا جو بنی اسمٰعیل سے پہلے عرب میں آباد تھیں۔ سورہ کے خاتمے پر یہ اب اُن کو براہ راست خطاب کر کے متنبہ فرمایا ہے۔ اِس میں، اگر غور کیجیے تو سورہ کے فواصل بھی بدل گئے ہیں تاکہ متکلم کے لب و لہجے کی تبدیلی مخاطبین کو چونکائے اور وہ پوری طرح بیدار ہو کر اُس کی بات سنیں۔

۱۳۷۔ یعنی ایسی کوئی دلیل کہ خود ہم نے اُس کتاب میں تسلیم کر رکھا ہے کہ فلاں اور فلاں ہماری خدائی میں شریک ہے۔

۱۳۸۔ یعنی اِس طرح کی باتوں کا وعدہ کہ فلاں اور فلاں ہستیوں کا دامن تھام لو گے تو دنیا میں بھی تمھارے کام بن جائیں گے اور آخرت میں بھی چاہے جتنے گناہ سمیٹ کر لاؤ گے، وہ اُن کو خدا سے بخشوا لیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۬ۚ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَهُمَا
مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾
وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ لَّیَکُوۡنُنَّ اَهۡدٰی مِنۡ
اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ مَّا زَادَهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ﴿۴۲﴾ۙ اِسۡتِکۡبَارًا فِی
الۡاَرۡضِ وَمَکۡرَ السَّیِّیٴِ ؕ وَلَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّیٴُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ ؕ فَهَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ

(تم سمجھتے ہو کہ یہ خدا کی گرفت سے تمھیں بچا لیں گے)؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی زمین اور آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور بالفرض وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا اُن کو تھامنے والا نہیں ہے۔ (تم اِن کے اندر اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہو تو یہ اُس کی دی ہوئی مہلت ہے)، اِس میں شبہ نہیں کہ وہ بڑا حلیم اور درگذر فرمانے والا ہے۔ ۴۱

یہ (اِس سے پہلے) خدا کی کڑی کڑی قسمیں کھاتے رہے کہ اگر اِن کے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا تو یہ دوسری ہر قوم سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے۔[۱۳۹] پھر جب اِن کے پاس ایک خبردار کرنے والا آ گیا تو زمین میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے[۱۴۰] اُس کے آنے نے اِن کی بے زاری اور اِن کی بری چالوں کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کیا۔ اور بری چال تو (بالآخر) اُسی

۱۳۹۔ بنی اسمٰعیل یہ بات یہود کے جواب میں کہتے ہوں گے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اُن کے ہاں بھی یہ روایت موجود تھی کہ اُن کے اندر ایک رسول کی بعثت ہونے والی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ روایت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانے سے چلی آ رہی ہو یا نصاریٰ کے ذریعے سے اُن تک پہنچی ہو جن کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ امیوں کے اندر ایک رسول کی بعثت کے منتظر تھے۔

۱۴۰۔ یہ رسول سے اُن کی بے زاری کا سبب بیان ہوا ہے کہ سر زمین عرب میں یہ محض اپنی بڑائی اور سیادت کا زعم تھا جس کی بنا پر وہ اِس انتہا تک پہنچ گئے۔

اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ
تَحْوِيْلًا ﴿٤٣﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي
السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿٤٤﴾

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ
وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ

کو گھیرتی ہے جو بری چال چلتا ہے۔ سو اب یہ اُسی سنت کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں جو اگلوں کے لیے ظاہر ہوئی تھی۔[141] (یہی بات ہے) تو تم خدا کی اُس سنت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور نہ خدا کی اُس سنت کو کبھی ٹلتا ہوا دیکھو گے۔ کیا یہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا انجام کیا ہوا جو اِن سے پہلے گزرے ہیں، دراں حالیکہ وہ قوت میں اِن سے کہیں بڑھ کر تھے؟ (لوگو)، کوئی چیز ایسی نہیں کہ خدا کو عاجز کر دے، نہ زمین میں اور نہ آسمانوں میں۔ اِس میں شک نہیں کہ وہ سب کچھ جانتا ہے، بڑی قدرت والا ہے۔ ۴۲-۴۴

(لہٰذا ایک دن یہ بھی پکڑے جائیں گے) لوگوں کو اُن کے اعمال پر اگر اللہ فوراً[142] پکڑتا تو زمین کی پشت پر کسی جان دار کو باقی نہ چھوڑتا، مگر وہ اُنھیں ایک مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے۔ پھر جب اُن کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو لازماً پکڑتا ہے، اِس لیے کہ اللہ اپنے بندوں کو

۱۴۱۔ اِس جملے میں عربیت کے معروف قاعدے کے مطابق کچھ الفاظ حذف کر دیے گئے ہیں۔ اُنھیں کھول دیجیے تو پوری عبارت اِس طرح ہے: ’فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ اللّٰهِ فِي الْاَوَّلِيْنَ‘۔

۱۴۲۔ یہاں ’عَلٰى عَجَلٍ‘ یا اِس کے ہم معنی الفاظ اصل میں محذوف ہیں۔ یہ اُنھی کا ترجمہ ہے۔ آگے ’وَلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ‘ کے الفاظ سے اُن کی وضاحت ہو گئی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmedghamidi.com

بَصِيْرًا ﴿٤٥﴾

دیکھنے والا ہے۔[۱۴۳] ۴۵

۱۴۳۔ یعنی اُن سے غیر متعلق ہو کر نہیں بیٹھ گیا ہے کہ جو چاہے کرتے رہیں اور اُسے اُن کی کوئی خبر نہ ہو۔ وہ اُن کو دیکھنے والا ہے کہ اُن میں سے کون کیا کر رہا ہے اور کس پاداش کا مستحق ہے۔

کوالالمپور

۳/ مئی ۲۰۱۴ء

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com